سوال

میں نے سنا ہے کہ شادی کے وقت آدھا مہر ادا کرنا اور باقی مانندہ عند الطلب یا پھر طلاق کے وقت دینا جسے معجل اور غیر معجل کا نام دیا جاتا ہے جائز نہیں، ہمارے علاقے میں ہمیشہ مہر ایسے ہی ادا کرنے کا رواج ہے، کیا یہ طریقہ مباح ہے یا نہیں یا شادی کے وقت یکبارگی ادا کرنا ضروری ہے ؟

جواب

الحمد للہ

مہر معجل اور غیر معجل دونوں طرح ادا کرنا جائز ہے، اور یہ بھی جائز ہے کہ کچھ معجل ادا کر دیا جائے اور کچھ غیر معجل ہو، جس پر خاوند اور بیوی متفق ہوں اس طرح ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" پورا مہر معجل اور غیر معجل اور کچھ معجل اور کچھ غیر معجل ادا کرنا جائز ہے؛ کیونکہ یہ معاوضہ ہے اس لیے باقی قیمت کی طرح یہ بھی جائز ہو گا " انتہی

دیکھیں : المغنی (169/7).

طویل عرصہ اور صدیوں سے لوگ اسی پر عمل کر رہے ہیں اور یہی رواج ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" صحابہ کرام مہر لکھا نہیں کرتے تھے؛ کیونکہ وہ شادی کے وقت ہی مہر ادا کر دیا کرتے تھے مہر موخر نہیں، اور اگر مؤخر کرتے تو یہ بھی معروف ہوتا، لہذا جب لوگ مہر مؤخر پر شادیاں کرنے لگے اور طویل عرصہ تک مؤخر ہوتا تو یہ بھول جاتے اس لیے مہر مؤخر لکھا جانے لگا، اور یہ مہر کے ثبوت کے لیے ایک حجت و دلیل بن گئی کہ وہ عورت اس کی بیوی ہے " انتہی

دیکھیں : مجموع الفتاوی (131/32).

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا :

کیا عقد نکاح یا مہر مقرر کرتے وقت عورت کے لیے اپنا مہر قبضہ میں کرنا ضروری ہے، یا کہ صرف مقرر کر کے شادی کے بعد تک مہر مؤخر کرنا جائز ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

" اس میں خاوند اور بیوی یا پھر خاوند اور بیوی کے ولی کے مابین جو اتفاق ہوا ہو اس پر عمل کیا جائیگا؛ مہر معجل یا غیر معجل میں سے وہ جس پر بھی متفق ہوں اس میں کوئی حرج نہیں؛ الحمد للہ اس معاملہ میں وسعت پائی جاتی ہے؛ اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" مسلمان اپنی شرطوں پر قائم رہتے ہیں "

اورایک روایت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"یقینا جو شرطیں وفا کا سب سے زیادہ حق رکھتی ہیں؛ وہ شرطیں ہیں جن سے تم شرمگاہیں حلال کرتے ہو"

اس لیے جب فریقین مہر معجل یا غیر معجل یا پھر کچھ معجل اور کچھ غیر معجل پر اتفاق ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن سنت یہی ہے کہ عقد نکاح کے وقت کچھ مہر کا نام لیا جائے؛ اس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

تم اپنے مالوں کے ساتھ تلاش کرو اور چاہو.

چنانچہ مہر میں سے کچھ نہ کچھ کا ذکر ضرور کرے، اگر کچھ ذکر کرتا ہے تو یہ بہتر ہے، اور اگر وہ مہر موخر یعنی بعد میں ادا کرنے کا کہے اور آپس میں مہر کا علم ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ یا پھر آدھا یا تیسرا یا چوتھا حصہ معجل اور باقی غیر معجل و تو بھی کوئی حرج نہیں، الحمد للہ اس میں وسعت پائی جاتی ہے " انتہی

دیکھیں : مجموع فتاوی ابن باز (21/89، 90).

اور شیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا :

کیا عورت کا مہر مؤخر کیا جا سکتا ہے ؟ اور کیا یہ مرد کے ذمہ قرض ہے جس کی ادائیگی لازم ہوگی ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

" مہر غیر مؤجل یعنی موخر کرنا جائز ہے اس میں کوئی حرج کی بات نہیں، چنانچہ جب مرد سارا مہر یا کچھ حصہ موخر ادا کرنے کی شرط رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اگر اس کا وقت متعین کر دیا گیا تو پھر وقت آنے پر ادائیگی کرنا ہوگی، اور اگر وقت مقرر نہیں کیا گیا تو پھر طلاق یا فسخ نکاح کی صورت میں علیحدگی ہو جانے یا موت واقع ہونے کی صورت میں ادائیگی کرنا ہوگی

مہر مؤخر خاوند کے ذمہ قرض ہے زندگی میں وقت آنے پر اس کی ادائیگی لازم ہے، اور اسی طرح موت کی صورت میں بھی سارے قرض کی طرح اس کی بھی ادائیگی کی جائیگی " انتہی

دیکھیں : مجموع فتاوی و رسائل ابن عثیمین (13/1368).

والله اعلم .

اسلام سوال و جواب

131069